رہی تھیں۔ ایوانِ صدر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ کچھ عورتیں فارغ ہو کر میک اپ کرنے میں مصروف تھیں کہ میری نظر اس برقعہ پوش خاتون پر پڑی۔ جس کی عینک کے پیچھے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ اور وہ سب سے الگ تنہا بیٹھی تھی۔ اور وہ ہر آنے جانے والے سے نظریں چرا رہی تھی۔ جیسے بے چاری کوئی گناہ کر بیٹھی ہو۔ اس نے کھانا کھایا تھا یا نہیں۔ یہ اس سے کسی نے نہیں پوچھا۔ سب اتنا ضرور کہہ رہے تھے کہ احمق ہے۔ اسے یوں گستاخی نہیں کرنا چاہیے تھی جب کہ خاتونِ اول بیگم ضیاء الحق خواتین عالم دین میں بیٹھی ہشاش بشاش دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ خاتون جس نے خاتونِ اول کو ماں کے برابر کہہ کر مخاطب کیا اور پھر اس سے غیر مردوں سے ہاتھ نہ ملانے کی اپیل کی۔ شاید کچھ لوگوں کی نظر میں یہ بات چھوٹی سی ہو اور کچھ لوگوں کی نظر میں بہت بڑی زیادتی —— لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ بیرون ممالک دورے سے پہلے وہاں اپنے ملک کی کچھ خاص روایات اور مذہبی پابندیوں کا ذکر کر دیا جائے؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے سامنے کوئی شراب لا کر رکھ دے تو وہ یقیناً پینے سے انکار کرے گا بلکہ انکار کی وضاحت بھی کرے گا۔ جہاں اسلام میں غیر مردوں سے ہاتھ ملانے یا مصافحہ کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے، کوئی حدیث، فقہ اس بات کے لیے دلیل نہیں رکھتی کہ ایک عورت نامحرم سے ہاتھ ملا سکتی ہے۔ ایک اسلامی اور بابرکت فعل میں ایک خاتون کا اسلامی سوال یا اعتراض یوں عتاب کا نشانہ بنے گا شاید اس نے یہ سوچا نہ تھا ورنہ وہ اپنی عقیدت اور پیار کا مظاہرہ یوں نہ کرتی —— بہر طور خاتونِ اول کے سامنے اٹھایا جانے والا ایک سوال دوسری پاکستانی عورتوں کو بھی دعوتِ فکر دیتا ہے کہ انہیں قرآن و سنت اور احادیث کے حوالے سے کس حد تک آزادی حاصل ہے؟

بیگم حافظ عبدالرحمان نعیم

جرأتِ ایمانی کی زندہ اور تازہ مثال!

؎ چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

"بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے" (حدیث نبوی)

مکرمی و محترمی!

السلام علیکم !

نوائے وقت کا ۶ رجنوری کا اخبار میری نظر سے گزرا تو اس میں خاتون کی ڈائری کا کالم پڑھا - بڑی حیرانگی ہوئی کہ اس دور میں بھی ایسے جرأت مند لوگ موجود ہیں - جو کہ اپنی دینی غیرت کے پیشِ نظر حق بات کہہ گزرتے ہیں - اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ لڑکی کون ہے - جس نے خاتونِ اول سے بڑی بیباکی سے یہ سوال کر ڈالا - کافی تلاش کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ جامعہ تدریس القرآن کی انچارج اور مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی دختر فوزیہ کیلانی صاحبہ ہیں جو کہ اسلام آباد میں سیرت کانفرنس کے موقعہ پر موجود تھیں - اور اس کانفرنس میں انہوں نے اپنی دینی غیرت کے پیشِ نظر بیگم ضیاء کی توجہ ایک اہم شرعی شق کی طرف دِلائی - جس کی تفصیل خاتون ڈائری سے واضح ہے - اور پھر اس کے جواب میں انھیں تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا - اس بات کو فضول جان کر دبانے کی ناکام کوشش بھی کی گئی - تاکہ یہ بات عوامی حلقوں تک نہ پہنچ سکے - اور بیگم صاحبہ کی دل شکنی تو نہ ہو - لیکن قرآنِ پاک کی آیات کا مذاق اڑا لیا جائے کہ کوئی حرج نہیں ؟——
میں سمجھتی ہوں کہ بیگم صاحبہ کو یہ بات کہہ دینا جرأت مندانہ اقدام ہے جس کے سبب عمر فاروقؓ کے دَور کی وہ بات یاد آگئی کہ حضرت عمرؓ نے حق مہر کی رقم مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو محفل میں سے اُٹھ کر ایک خاتون حضرت عمرؓ سے مخاطب ہوتی ہے کہ عمرؓ ! جب خدا اور اس کے رسولؐ نے حق مہر کی رقم مقرر نہیں کی تو تمہیں یہ حق کس نے دے دیا کہ تم اپنی طرف سے ہم پر کوئی قانون نافذ کرو ؟

سوچنے کی بات ہے کہ اس کانفرنس کا اہتمام سیرت کے نام پر کر دیا گیا - لیکن سیرتِ نبیؐ کے ساتھ یہ کھلم کھلا اور بے ہودہ مذاق تھا کہ بے پردہ خواتین کو نمائندگی دی گئی اور وہ خواتین جو عوامی حلقوں میں اپنے آپ کو اسلام کا دوست گردانتی ہیں ان کا کردار بھی بڑا گھناؤنا بن گیا کہ ایسی بات کر کے ہمیں رسوا کیا جا رہا ہے اور آدابِ محفل کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے - اگرچہ صدر اور بیگم صدر کو یہ بات اتنی گراں نہ ہی گزری ہو - اگرچہ ان کے ضمیر نے اس بات کو ٹھیک ہی جانا ہو - لیکن انہیں یہ احساس دِلانے کی پوری کوشش کی گئی کہ ان کی انا کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے -
بہر حال میں اپنی طرف سے آپ سب حضرات سے مطالبہ کرتی ہوں اور پوری امید

رکھتی ہوں کہ اس بات کے حق میں بیان جاری کر کے قرآن وسنت کی دلدادہ، نوجوان نسل کی ابھرتی ہوئی عالمۂ دین کی حوصلہ افزائی کی جائے گی، کیونکہ اِس گئے گزرے دَور میں ہمیں ایسے ہی جرأت مند لوگوں کی اشد ضرورت ہے!

نیز ایمان واسلام کا لبادہ اوڑھ کر آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑانے والے ان شیطان صفت لوگوں سے ملک کو نجات دلائی جائے گی۔

۵۔ یہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں ۔۔۔ اُسے کیا خبر کہ کیا ہے وہ رسم شاہبازی

اور معاشرے پر یہ بات واضح کر دی جائے گی کہ ایسی خواتین، کانفرنسوں میں گرما گرم تقریریں تو کر سکتی ہیں اور خواتین کے حقوق کے نعرے تو لگا سکتی ہیں اور پراپیگنڈہ بھی کر سکتی ہیں کہ اسلام نے انھیں ذلت سے نکال کر عزت بخشی اور اسے معاشرے میں اونچا مقام دیا لیکن حقوق کی بات کرتے ہوئے وہ یہ بھول جاتی ہیں کہ حقوق صرف مانگے ہی نہیں جاتے بلکہ ادا بھی کیے جاتے ہیں۔ ہمیں حقوق اللہ کی اور اپنے فرائض کی کچھ پرواہ ہی نہیں کہ جہاں وہ ہمیں اتنا کچھ عطا کرتا ہے وہاں وہ ہم سے کچھ تقاضے بھی کرتا ہے اور وہ خواتین یہ ثابت کر دیتی ہیں کہ انہیں میرے رب کی اس بات کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے جس کو میرا آقا پکار پکار کر کہہ رہا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ"

اور ایسے ہی لوگوں نے یہ تہیہ بھی کر رکھا ہے کہ معاشرے کو برائیوں سے پاک نہ ہونے دیا جائے۔ اور اگر کسی کو اس کی اصلاح مقصود ہو تو اُسے تنقید کا نشانہ بنا کر اس کا حوصلہ اتنا پست کر دیا جائے کہ اِسے دوبارہ ایسی بات کرنے کی جرأت ہی نہ ہو۔ اور دین کا لبادہ اوڑھ کر قرآن وسنت کا کھلم کھلا مذاق اڑایا جائے۔

یہ کام میرا ہی نہیں بلکہ ذرا سی بھی دینی غیرت وحمیت رکھنے والے سب بہن بھائیوں کا ہے کہ اگر آپ حق بات کہنے کا حوصلہ نہیں رکھتے تو کم از کم اس کو سننے کا حوصلہ پیدا کیجیے۔ اور اُس کی حمایت کیجئے۔

وگرنہ آپ خدا کے حضور جواب دہ ہوں گے۔